

۱۹۳۱ء
LUCKNOW
1931
OUDHPUNCH
कीमत पेशगी
सालाना ५

پانچسو روپیہ انعام

ہماتما گاندھی جی کی بوٹی سفید کوڑھ یعنی برص کی عجیب و علاج تین روز میں پورا آرام۔

اگر سیکڑوں حکیموں، ڈاکٹروں، ویدوں، اشتہار بازوں کا علاج کرکے نراش ہو چکے ہوں۔ تو اس دوا کا استعمال کرکے صحت حاصل کریں۔ اسکو بیفائدہ ثابت کرنیوالے کو پانچسو روپیہ انعام۔ نمونہ کیلئے ٹکٹ بھیجکر منگوا لیجئے۔ قیمت صرف دو روپے (عہ)

اکمل کشور رام نمبر ۱۰ پوسٹ کنٹری سرائے گیا

سیاحت ظریف

یعنی

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی کا منظوم سفرنامہ عراق عجب دلچسپ نظم ہے پڑھیئے اور شاعری کی شاعرانہ استادی سے فائدہ اٹھائیے قیمت فی جلد ۸؍ ٹکٹ بھیجکر بھیجئے وی پی اور منی آرڈر جھنجھٹ ہے۔

المشتہر

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

مجلدات اودھ پنچ بابت ۱۹۳۰ء

چند فائل برائے فروخت موجود ہیں۔ یہ مجلدات ذخائر علم و ادب و ظرافت و سیاست سے مالا مال ہیں۔ ہر کتاب خانے میں محفوظ رہنا چاہئیں۔ ما سوا اسکے دیگر سنین ماضیہ کے بھی مکمل فائل برائے فروخت موجود ہیں فرمائش بھیجیے۔

اودھ پنچ ہر دلعزیز پرچہ ہے۔ اسمیں اشتہار دے کے فائدہ اٹھائیے۔

منیجر

چند دلچسپ نظم کتابیں

ان کتابوں کی زبان شستہ اور مضامین ... بچوں کے قابل ... اگر آپ اپنی ... کو ادب ... سے ... وصال ... دیکھنا چاہتے ہیں ... ہے۔

بچیوں کے لئے ... ایک نظم قیمت ...

بچیوں کے کلام ... کتاب ... آداب بچیوں کو سکھانے کے لئے قیمت ...

دبستان ... (۱۳۰) صفحات کا مجموعہ مختلف بحروں میں اخلاقی نصائح ... قیمت ...

دلچسپ نظمیں ... بچوں کا ... قیمت ...

سلیس نظمیں ... قیمت ...

بچوں کی کتابیں ... طلب کرنے والے کو ... چمن ... تعلیم ... بچوں کے ... نظام اردو ... بمبئی نمبر ۲ ... جناب ... نواب ... حضرت ... لکھنوی ... کی نظمیں ...

۱۱- جناب حکیم ... ناظم صاحب ... بمبئی ۱۱- ... اودھ پنچ لکھنؤ۔

المشتہر

ناظم انصاری ایشیا ... بمبئی نمبر ۹

توجہ شرط ہے

(۱) اودھ پنچ میں ... کی خبریں نہیں ہوتیں ... مضامین نہیں ہوتے ... اودھ پنچ ... اور سنجیدہ ... طرح چھپانے کی کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ ایک ... قابل ... ہے۔ دوسرے ... کرتے ہیں اور اگرچہ بھی اودھ پنچ ... ظرافت پر ... منظومات سے بے نیاز ہے۔

(۲) قیمت کی زیادتی ... کہ ہر دو ... میں فرق ہے بلکہ ... اصحاب ... سے ... ادبی، اصلاحی، اخلاقی و سیاسی ... انشاء اللہ سال بھر کے ... آپ کو ... ایسے جواہر ... جائیں گے جن کا ... کسی دوسرے ... میں نہ ملے گا۔

(قواعد و ضوابط)

(۱) اجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ ہر حال میں پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) کوئی شاگردان مدارس کے ساتھ ... تصدیق ... ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کیجاسکی یعنی چار روپیہ (عہ) سالانہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری قرار ہے۔

(۳) طالبان ... اگر ... قیمت ... ادا نہیں کر سکتے ... سالانہ خریداروں سے قیمت ... اور ... اپنے نام ایک سال کے لئے اودھ پنچ ... جاری کرا دیں ... کوشش سے فائدہ اٹھائیں ... خلاف ... ہے۔

(۴) ... یہاں سے ہم ... روانہ کرتے ہیں ... گم ہو جاتا ہے لیکن ... اشاعت کے ... پانچ چار ... نمبر کے نام ... آتے ہیں ... خریداروں کے ... منیجر ... عادت ... علاج یہی ہے ... نمبر دوبارہ ... کیا جائے ... اشاعت ... حضرات ... فرمائیں ... مقصود نہیں ہے لہذا ... نہیں ہوتا۔

(۵) جو مضامین اودھ پنچ کی ... پالیسی کے مطابق نہ ہونگے وہ شائع نہ ہونگے اور ان کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۶) مضامین ... ایک ہی ... لکھے جائیں ... اپنی ... حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی ... نوٹ ... خریداری ... نمبر خریداری ... ضرور لکھا ہونا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۔ نمبر ۳

مضامین

۷ ماہ جولائی ۱۹۳۱ء

منقول از بیگم بنام سرکار لاٹ صاحب (بہادر) (۲)

اے لاٹ صاحب ! میں کہتی ہوں یہ دُنیا میں دکھاوے اور دن کو سمجھوتے کا جو شور ہے آخر ہے کیا بلا؟ اگر ہندوستانی رعایا کے دل میں خیال ہے آرہے کا اور بادشاہ کا مطلب ہی کیا زبان کو حکم جاری ہے چلتا ہے ۔ حاکم نے حکم دیا رعایا نے قبول کیا ۔ چلو ہو گیا سمجھوتا ۔ اور اگر خدا نخواستہ ہندوستانیوں کو برابری کا درجہ مل گیا ہے تو سمجھوتے کی شرطوں میں اس برابری کا سرے سے وجود نہیں ۔ پھر اسے سمجھوتا کہنا بھی ایک لغو بات ہے ۔

میں ہوں عورت ذات جو کچھ گھر میں گزرتی ہے اسی پر تمام عالم کے قضایا کو قیاس کر لیتی ہوں ۔ یہ قیاس کبھی غلط نہیں ہوتا ہو کبھی ۔ حضور صاحب بہادر بیا ظاہر نظاہر سوت کا وجود نہیں ۔ سوتیں ہیں لاکھ بھی سوتیں ۔ مگر وہ چوری کی شادی ہے ۔ وہاں کا قانون سوتوں کے حق میں قہر ہے ۔ اللہ کیا اچھا ملک ہے ۔ واہ ۔ ایک یہ ملک ہے جس میں ہر گھر کو سوت سے بھرا پڑا ہے ۔ مجھے بھی اللہ نے نہیں ۔ میاں نے ایک سوت دے رکھی ہے ۔ تم جانو جیسے پی چاہیں وہی سہاگن ۔ میرا مرتبہ اس سے بڑا سمجھا جاتا ہے کہ میں سہرے جلوے سے بیاہ کے آئی سارے شہر نے سر پر ہاتھ رکھ کے بیاہ لائے ۔ سسرالی عزیز سب مجھ بیاہتا سمجھ کے قدر کرتے ہیں ۔ یہ بی سوت صاحب جو آ کے اڑا خالی غول بیا کی چاہت کے پہلے پڑیں میرے منہ گئے ۔ بعد مجھے کماں تاب ؟ میں بھی آمادہ ہو گئی کہ آل نادی کھیل میرے ساتھ چالیں ۔ دیکھیں تو کتنے پانی میں ہے ؟ بات یہ تھی کہ بزرگ ڈھونڈے ۔ جیسے ہم بزرگوں کی صلاح

یہ بیچ بچاؤ ۔ کہتے ہیں کر دیا ۔ یہ حق حقوق کا جھگڑا تھا نہیں ۔ وہ بیچاری میرے مقابلے پر بھلا کیا دم رکھتی تھی ۔ زبانی لڑائی اور بے حسی کی چپ اک ہوئی لڑائی تھی جلدی تو ختم ہو گئی ۔ مگر حکومت انگریزی اور ہندوستانی رعیت میں بات کی لڑائی نہیں بلکہ حق حقوق کی لڑائی ہے اور گاندھی اور ان سمجھ گئے ہیں ابھی تک مجھے حق حقوق کے متعلق کوئی نشان نہیں ملتا نہ گاندھی کو معلوم ہے کہ ہمیں کیا ملے گا نہ انگریز منہ سے قبول لیتے ہیں کہ ہم کیا دینگے ۔ انگریزوں کا بڑا طبقہ باافراط بھولا سا نام ہے کہ کس منشا سے آرکسٹرا جیو ہے ہے وہ دل میں کہتا ہے ہم بچے نہیں بنگے وہ ہندوستانیوں کا بنا کر رہ ۔ دوسرا دے گا یہ کا گرہ یہ کہلاتا ہے اس کا قول ہے کہ ہم سب کچھ لینگے اور یوں لے گا کہ چھین کے لینگے ۔ بیچ بچاؤ کرنے والوں میں اور سب بڑے سلیقہ مند گاندھی ہیں ۔ لڑائی بیچ بچاؤ کرنے والوں میں تو ہے نہیں ۔ لڑائی ہے کن رسیوں اور کن سنتوں میں ۔ یہاں کن رسیوں کی سرکوبی ابھی طرح ڈپٹی کمشنر اور کمشنر اور پولیس والے کر رہے ہیں مگر ولایت کے کن سنتوں کی سرکوبی کس کی مجال ہے جو کر سکے ۔ دونوں کی تقریروں سے آگ بھڑک رہی ہے تو اب بتاؤ کہ اس سمجھوتے کا جو ڈرنے والوں میں ہوا ہے اثر ہی کیا ہوگا ؟ اگر ولایت کے کن سنتے اپنی ہٹ پہ بند دیکھیں تو شاید یہاں کے کن سنتے بھی تو سنبھال لیں ۔ کن رسیوں کی زبان کوئی روک نہیں سکتا ۔ انھوں نے جب سینوں پر گولیاں کھانے کا پورا ارادہ کر لیا تو اب قانونی کیے دھمکیوں کی پرواہ انھیں کیوں ہو گی ؟ جب حال یہ ہے تو کچھ ہو کر نہ کوئی سمجھوتا ہوا نہ لڑائی تھمی ۔ تمھارے اس قوت سے میں دیانتداری سے کوشش کروں گا کہ گاندھی اور ان سمجھوتے پر بخوبی عمل ہو ۔

اور وہ سمجھوتا حقیقت ہی کیا رکھتا ہے ۔ ہیں نہ ؟ کہ کچھ دنوں کے لیے ہو رہا تھا یا بہو ہی تھی وہ حل ہو جائے ۔ بھلا اس سے کیا ہوگا مثل مشہور ہے وہ چور جانے سے رہے نہ ایمانداری سے عمل رہنے کے

جدا دانی نہیں بنائی بات ہے ۔ کن سنتوں کو دیکھئے نہیں ۔ کن رسیے بھی نبٹیں گے نہیں ؟ پھر وہی ادھر ہے گا ۔ ابھی تک یہ شکایتیں بھی زبان پر چلتی ہیں کہ سمجھوتے پر حکومت نے عمل نہیں کیا ۔ کہیں فلاں شخص بلا وجہ قید ہے ۔ فلاں مقام پر لگان وصول کرنے میں سختی ہو رہی ہے حکومت بھی گلہ شکوہ کر رہی ہے کہ وہ دیکھو فلاں مقام پر بم چلا فلاں مقام پر پستول کا کام ۔ فلاں مقام پر سیتیاگرہ ہو رہی ہے ۔ فلاں جگہ پولیس والوں پر پہرا بیٹھا ہے ۔ کیوں میاں اشخاص کو اسی کو کہتے ہیں سمجھوتا ؟ اسے ہی سمجھتا ہے آر لڑائی کے لیے کوئی دوسرا نام تجویز کرنا چاہیے ۔ سچ ہے سمجھوتے تمھاری حکومت کے چیلے چاہے سمجھوتے کے شرائط پر عمل کرتے ہیں نہ کن رسیے ۔

میں تھوڑی دیر کے لیے مانے لیتی ہوں کہ کن رسیوں میں اور حکومت میں سمجھوتا ہو گیا ۔ مسلمانوں کا مسئلہ بھی ہو رہا ہے مگر زندگی یہ تو بتاؤ کہ چلتے چلاتے ادھر اپنی حماقت کا ادھار ۔ آرڈیننس نمبر ۳ کی صورت میں ہو گئے ہیں یہ آرڈیننس اس سمجھوتے کو باقی بھی رہنے دے گا یا نہیں ؟ ۔ دیکھو دہلی میں مسلمانوں پر ظلم کیا وہ مسلمان جو انتخاب کے جھگڑے میں کانگریس سے علیحدہ ہو گئے تھے وہی دہلی کے ان کو بائیکاٹ کرنے پر تل گئے ۔ حال ہی میں لاہور کے روزنامہ اخبار کا عذر "زمیندار" کو نوٹس دیا گیا ہے کہ دیکھو اب جو دہلی کا نام بری طرح لیا تو ہم اس آرڈیننس سے تمھاری خبر لینگے ۔ زمیندار ایک با عزت پرچہ ہے ۔ مسلمانوں میں اس کی بات ایک حد تک مقبول ہے اور اکثر پریشان پڑھتی ہے مسلمانوں کے دل اس کشت و خون پر جس کا ارتکاب دہلی کی جانب ہوا ہے خون کے آنسو رو رہے ہیں ۔ آرڈیننس اس نقطے کو دل میں گھونٹ کے رکھنے پر مجبور کرتا ہے مسلمانوں میں کسی قدر غیرت بھی ہے ۔ بائیکاٹ کے علاوہ مسلمانوں کے پاس انتقام کا اور کوئی ذریعہ بھی نہیں ۔ ایسی حالت میں اگر مسلمان اس آرڈیننس کی خلاف ورزی کرنے پر آمادہ ہوں گے ۔

شیخ محمد حسین احمد حسن پرنٹر اینڈ پبلشر نے مطبع ... گنج لکھنؤ کا کارخانہ ... میں چھپوا کر ... وہ مشہور ... حکومت وقت نے ... عنایت کی ... لکھنؤ

اور انھوں نے وہی کارروائی اختیار کرلی جو کہ ہندو مسلمان کر رہے ہیں تو یہ کیا اچھا ہوگا۔ کیا سنی کہ دشمن کا دوست بھی دشمن ہوتا ہے۔ اسکی دشمنی اسلام میں خاص شہرت رکھتی ہے۔ اگر برٹش حکومت [illegible] بھی اسکی دوست بن رہی ہے لہٰذا دونوں دشمن سمجھے جائینگے [illegible] دونوں کے ساتھ یکساں برتاؤ کرنے پر مجبور ہونگے۔ عام مسلمانوں کو جانے دو اور دیکھو کہ اس قسم کے قانونوں کا اثر خاص گروہوں پر کیسا ہے میری مراد ہندوستان کے [illegible] سے ہے جو بیچارے کونے میں بیٹھ کے مصیبت پر رویا کرتے تھے۔ زمانوں سے [illegible] ہے۔ ان [illegible] کی لڑائی کا اثر جلدی نہیں ہوتا دیر میں ہوتا ہے مگر اتنا قوی ہوتا ہے کہ سلطنتیں اسکی رفتار میں بہ جاتی ہیں۔ یقین کے مقابل [illegible] ان لوگوں نے اسپر بھی حسب معمول رونا شروع کر دیا کئی سال سے رو رہے تھے جنرل [illegible] مرحوم نے [illegible] کیا اور [illegible] ہی جنم [illegible] کے جاری ہوتے ہی اس [illegible] لیکن [illegible]

کبھی بجائے خود یہ خیال ہوا کہ میاں دشمن کا دوست پیدا ہوگیا اب اسپر بھی رو رو کر [illegible] کہ انکو دیکھیں کون سا پہلو بیٹھتا ہے۔ اور اگر انگریز ہمارے دشمن کے دوست ہیں تو ہمارے دوست کدھر سے ہوئے [illegible] بنائی ہوئی چیزیں ہم [illegible]

استعمال میں لاتے ہیں۔ [illegible] کا سمجھنا [illegible] مگر بیچ میں تیر چلانے والے کسی سبب [illegible] ایسی حالت میں [illegible] بھی [illegible] مسلمان [illegible] آئینی گورنر جنرل کی حیثیت سے جس سر [illegible] کے ساتھ چار سال کا زمانہ میں نے کیسے [illegible]؟



فرضی توازن

"(بصیغۂ آئندہ بمقام لندن)"

مسٹر [illegible]: دوست کھیل کھیلو۔ ڈھینکلی کے ایک سرے پر کوئی اور بیٹھ گیا تو پھر کچھ بھی نہیں۔

اسی طرح جس کھیل کے ہم میاں کی گردن کا بار بھی اٹھاؤں۔

یہ تو ایک خواب ہے۔ ایک تھیں بی شیخ شلیتا [illegible] کی [illegible] جواب [illegible] بیاہ کے [illegible] میں [illegible]

دولھن نے ہندوستان کے [illegible] پوچھا۔

— [illegible] معلوم [illegible]؟

بیچارے دولھا نے متعجب ہو کے جواب دیا۔

— [illegible] میری [illegible] تیری [illegible] تیسرا ہو جاتا ہے۔

حکایت بڑی ہے [illegible] سسرال میں پہونچی [illegible] چونکہ ہونی ساس کی تھیں ادھر میاں سے [illegible] اسی روز میدان [illegible] آخر دولھن نے اپنے [illegible] سر پر اٹھا [illegible] رات ہی کو [illegible] میاں [illegible] خوش [illegible] حاشا [illegible] پاس بیٹھی تھیں۔ ماں نے کہا۔

— میری شیخ شلیتا بھی سسرال پہونچی ہوگی۔

شیخ شلیتا نے دروازے پر جواب دیا — ہاں خاک۔

ماں — میری شیخ شلیتا دولھا کے ساتھ کھانا کھاتی ہوگی۔

شیخ شلیتا — ہاں خاک۔

ماں — میری شیخ شلیتا نند [illegible] سے دل لگی باتیں کرتی ہوگی۔

شیخ شلیتا — ہاں خاک۔

ماں — میری شیخ شلیتا دولھا کے ساتھ سوتی ہوگی۔

شیخ شلیتا — ہاں خاک۔ [illegible] بیٹی آئی صحیح سلامت [illegible] دروازہ تو کھول۔

تم بھی [illegible] کے [illegible] فرضی آئینی اصلاحات کو شیخ شلیتا [illegible] ہو [illegible] کی [illegible] خوش [illegible]

میری شلپا جی آ گئیں، اصلاحات کے ساتھ جشن بھی منایا ہوگی؟ پبلک پبلسٹی جو ہر طول فقرہ یا سردار پٹیل یا جواب دیتی ہے۔ "اماں خاک" ہے ہندوستان میں اقتصادی صورت حال درست ہو جائے گی؟ پالی کاٹ کرنے والی شیخ شلپا اور انگلستان کی کنسرو طیو پارٹی کہتی ہے "اماں خاک" ہے گول میز کانفرنس میں میری شیخ شلپا اس خلوص کے ساتھ دل لگی کرتی ہوگی؟

تجربہ کا نکتہ شلپا کہتی ہے "اماں خاک! اماں پھر!!"

کیا عجب ہے کہ جس طرح پہلی گول میز کانفرنس ہے

اطلاع نامہ ۔۔۔ بابت ۔۔۔ ۱۹۴۳ء مالک مغربی و شمالی

مقدمہ نمبر ۱۲

بعدالت [illegible] صاحب آنریری اسسٹنٹ کلکٹر درجہ دوم تحصیل [illegible] ضلع [illegible]

[illegible] وارث [illegible] ولد [illegible] قوم [illegible] ساکن [illegible] ضلع [illegible] مدعی

بنام [illegible] کہ بعدالت تحصیل ہذا ایک ڈگری بابت [illegible] بابت سنہ ۱۹۴۳ء تا [illegible] اور نیز [illegible] بمقدار [illegible] روپیہ اور [illegible] جواب [illegible] ڈگری [illegible] جس کی تفصیل حاشیہ پر درج کی جاتی ہے۔

	روپیہ۔ آنہ۔ پائی
اصل	[illegible]
خرچہ نالش	[illegible]
سود بابت زر اصل خرچہ نالش	[illegible]
خرچہ اجرائے ڈگری	[illegible]
سود بابت خرچہ اجرائے ڈگری	[illegible]
میزان	[illegible]

اس ڈگری کی بابت ڈگری کا اجرا ہو رہا ہے۔

لہٰذا بذریعہ اس تحریر کے تم کو مطلع کیا جاتا ہے کہ [illegible] مذکور کو [illegible] ضلع ہذا [illegible] اطلاع [illegible] اس حالت میں [illegible] تم [illegible] ڈگری [illegible] جائیگا۔

تفصیل [illegible]

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]			۹۹۳	۱ — ۱۴
					۹۹۴	۱ — ۱۲
					۹۸۳	
					۲	۰ — ۴
					— ۳	۲ — ۲۲

مہر عدالت

دستخط حاکم [illegible] انگریزی

پہلے تھے اس کی گاندھی جی بھی پیش کی اور یہاں آ کے فرمائیں سے

دست تہی حاصل دنیا ہمیں است
سود سفر آبلہ پا ہمیں است

وٹ صاحب تم نے اس ملک کے تمام اخباری کاغذوں اور پابندیوں سے مقصد اس میں رد کرنے کی اپیل کو کی گران ناکارہ احکام پر کوئی توجہ نہ فرمائی جو تمہارے پیش رو میاں ارون جاری فرما گئے ہیں۔ وٹمن غیر اخباری کا سلسلہ برابر قائم ہو سے

پالیسی کی کامیابی تعمیر ہو جائیے

ملکی حیثیت سے بھی پالیسی چیزوں کا بائیکاٹ ہو۔ مذہبی حیثیت سے بھی ہو گا۔ مجھ کا صرف دل جلا کرنے کی خدمت انجام دے گا۔ لاٹ صاحب یہ بھی کوئی معمولی بات نہیں، بڑی بات ہے۔

نمونہ قابل توجہ

سمن بنابر انفصال مقدمہ

(آرڈر ۵۔ قاعدہ ۱ و ۵)

نمبر مقدمہ ۲۳ سنہ ۱۹۴۳ء

باجلاس مسٹر آفتاب احمد صاحب منصف قائم گنج ضلع فرخ آباد

بعدالت [illegible] قائم گنج ضلع فرخ آباد

عبدالعزیز خان ولد [illegible] خان ساکن [illegible] مدعی

بنام

[illegible] ساکن قائم گنج [illegible] حال موجود بمقام [illegible] مدعا علیہ

ہرگاہ مدعی [illegible] نے آپ کے نام ایک نالش بابت [illegible] دائر کی ہے لہٰذا آپ کو حکم ہوتا ہے کہ آپ تاریخ [illegible] کو بوقت ۱۰ بجے دن کے اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے بخوبی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو کہ جو ایسے سوالات کا جواب دے سکے حاضر ہوں اور جواب دعویٰ داخل کریں۔ اور چونکہ وہی تاریخ جو آپ کی حاضری کے لیے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس آپ کو لازم ہے کہ اسی روز اپنے کل گواہوں کو حاضر کریں جن کی شہادت [illegible] تمام دستاویزات کو جن پر آپ اپنی جواب دہی کے واسطے استدلال کرنا چاہتے ہوں پیش کریں۔ آپ کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر بروز مذکور آپ حاضر نہ ہوں گے تو مقدمہ بغیر حاضری آپ کے مسموع اور فیصل ہو گا۔

بثبت میرے دستخط اور مہر عدالت کے آج تاریخ ۱۴ جولائی سنہ ۱۹۴۳ء کو جاری کیا گیا۔

مہر عدالت

دستخط حاکم [illegible] انگریزی

خدا دل خوش رکھے۔ لیکن نہیں تو زبردستی ہی سہی۔ وٹ صاحب! ابھی مجھے تمہاری طبیعت کا اچھی طرح اندازہ نہیں کہ تم ہو کہ کیسے ہو دل میں ہے یا نہیں۔ وائسرائے ہونے کے بعد یہ تمہاری پہلی تقریر ہے۔ میں نہایت غور کے ساتھ دیکھوں گی کہ "سودیشی آزادہ" کے رفع کرنے میں تمہاری تدبیر کہاں تک کامیاب ہوتی ہے۔ "آگ لگی" اور بیاہ کا مقابلہ ہے اور غریب "آگ لگی" میری گائے نہ تو میاں کے کنبے قبیلے میں با اثر ہے اور نہ جیسے پی چاہیں وہی سہاگن ہو کا شرف رکھتی ہے۔ مال دولت کے لحاظ کی ساری خاطرداریاں بھی محل میں رتی بھر اثر نہیں۔

چرچل صاحب ہندوستان کی طرف امریکہ والوں کا دل برا کرنے کو ۲۰ لاکھ روپیہ اجرت کا لگے جا رہے ہیں انھیں کوئی نہیں روکتا۔ ہندوستانی بھوت گھر لٹنے والوں پر دھمکیوں کی بوچھاڑ اس نگھرنے کے زمانے میں بھی ہو رہی ہے۔ وہ بھی بغیر اجرت کے۔ یہیں تفاوت رہ از کجا است تا بہ کجا۔

(باقی آئندہ)

راقم

تمہاری اور حکومت کی خیر خواہ مسٹر [illegible] بیگم

معروف اسکافی کا قصہ

(حق تجلی المسلہ)

(بسلسلہ ماقبل)

اللہ میرے خداوندا! تاجروں کا قاعدہ ہے کہ انگریزوں کی طرح کوڑی کوڑی پر دم دیتے ہیں چار پیسے کی چیز ہو اور اس سے پچاس روپے کمانے کی نیت رکھتے ہیں۔ اگر یہ شخص سوداگر ہوتا تو بھلا وسط حال لاتا؟

بادشاہ: "پھر یہ کون ہے؟"

وزیر: "بیچارہ ساحر کامل ہے۔ حضور نے بیٹے کو دیکھا جیسا تم دیا ہے جس ان گنجے بیٹے کا میرے حضور [illegible] مگر دھا بنا دیگا۔ ہو بہو [illegible] پھر میں اپنے رانی نوبت کو کہاں پاؤں گا"

خدا جانے کون دارو لے جائے اور انیٹھا سنگو کا تماشا دکھا گیا جاکے شہروں شہروں دکھاتا پھرے۔ یا کوئی چڑانے والا ہاتھ آوے اور بانسلیس لاوے۔ یا کوئی دھوبی پکڑ کے میلے کپڑوں کی لادی لادے۔ یا کوتوال مجرم کو پیٹھ پر سوار کرکے شہر بھر میں پھرائے اور قدم قدم پر ڈنڈے لگائے۔ ہائے اس وقت سرکار شاہی کا کیا حال ہوگا۔

اگلے بادشاہ ذری بھولے ہوتے تھے کسی ذی روح نے کسی بادشاہ کو عقلمند کہا نہیں یا تو ہم کہیں ان بادشاہ سلامت کو خواہ مخواہ فلاسفر و عقلمند سمجھا ہے۔ بادشاہ سلامت دم بھانسنے میں آ گئے۔

بادشاہ: بات تو معقول ہی کہی ہوئی کہی۔ اب جاکر حال کیونکر کھلے۔

وزیر: یہ کتنی بڑی بات ہے۔ سعگار صاحب کو عقل سوڈا نشل سیال (شراب) کھدیا علم ہوگئے۔ کیا کہنا اس چیز کا ہندوستانیوں کی عقل ابھی تک نوشیدانے کی کوئی چیز نہیں۔ سوالی صاحب تک پہنچے ہیں۔ فرق اتنا ہے کہ ہندوستانی میں کثرت انکی عقل کھو بیٹھتے ہیں۔ برخلاف صاحب بہادر کے وہ نشے کی ترنگ میں دور کی کوڑی لاتے اور نیچے بجر بن جاتے ہیں۔ سچ ہے ؎

مے کہ بدنام کند اہل خرد را غلط است
بلکہ مے می شود از صحبت نادان بدنام

دیکھیے کہ انہی نے جو اس چیز کی حرمت کی اور اس کو ہیرا ٹھایا ہے تو کچھ وجہ ہے نہیں کہ یہ شے حرام ہے ہی نہیں ان کا یہ خیال ہے کہ ہندوستانی دماغ اس شے لطیف کا بوجھ سنبھال نہیں سکتا۔ جو پیتے ہیں سکتے رہتے ضبط کا یارا ہو وہ خراب پیئیں ان میں ضبط کا مادہ نہیں۔ بام و سنگ کے دریا نے بن جاتے ہیں۔

بادشاہ: بھلا میں کیونکر پی کے خراب ہلاؤں؟

وزیر: حضور ایک گارڈن پارٹی کا انتظام کیجیے۔ اس میں دربار صاحب کو بھی شرکت کی دعوت دیجیے پھر میں کام بنا لوں گا۔

....

....

بادشاہ: اچھا تو کوئی باغ تجویز کرو اور جشن کا سامان وہاں تیار رکھو۔

وزیر نے فورا ایک نہایت نفیس باغ جس کے آگے دہلی کے گورنمنٹ ہاؤس کی نزہت مات کھا جائے تجویز کیا۔ سامان کی تیاری میں دیر ہی کیا لگتی ہے مال مفت صرف کرنے میں دل بے رحم کب رکتا ہے دیکھیے ہندوستان کے حاکم کیسی مزے داریاں بہادری سے کرتے ہیں اور انکے ساتھ ہی ہندوستان کے رئیس کیونکر لنگوٹی میں پھاگ کھیلتے ہیں۔ یہ بے مذہب زمانہ ہر قسم کی سیاسی قانون قاعدوں سے بری ہے اس وجہ سے جائز ہے۔ معروف کا عہد غیر مہذب تھا۔ وہاں صرف حاکم یا بادشاہ کا فرمان کافی تھا۔ باغ آراستہ ہو گیا۔ شامیانہ سج گیا۔ ابھی دعوت کی نوبت نہ آئی تھی۔ بادشاہ سلامت دربار میں جلوہ افروز تھے کہ اصطبل کا داروغہ بسورتا ہوا آیا اور بصد عجز زبان پر لایا کہ خداوند نعمت دربار سلطان کے جتنے غلام بادشاہ تھے وہ سب کو چوروں سمیت اصطبل سے غائب ہو گئے۔ خدا جانے زمین کھا گئی یا آسمان۔ بادشاہ سلامت کو اپنے ملازمین کی اس غفلت پر غصہ آیا۔ فرمایا چار ہزار اور ایک ہزار گھوڑے اور پانسو غلام زندہ بیکر غائب ہوگئے اور تم تماشا دیکھا کیے۔ وزیر نے آنکھ کا اشارہ کیا۔ اب بادشاہ سلامت سمجھے کہ یہ جادو کی پوٹلا ہے۔ مگر داروغہ کو خبر دینا ضروری تھا اسلیے جب میاں معروف حرم سرا سے باہر تشریف لائے تو ان سے نہایت متانت کے ساتھ حال بیان کیا گیا۔

معروف: اوہ غضب ہو گا؟ مردود چلے گئے تو جائیں جہنم میں۔ معلوم ہوتا ہے ان کو وطن کی محبت نے گھیرا مجھ سے اجازت نہ لی ورنہ ہر ایک کو مالا مال کر کے رخصت کرتا۔ بدنصیب کمبختوں نے شاہی گارڈن پارٹی کا تماشا بھی نہ دیکھا۔

پارٹی کی تاریخ آ گئی۔ حالی موالی مصاحب ندیم وزیر دوڑے جھٹ پٹ تمام ٹھاٹھ سے شاہی باغ میں حاضر ہوئے اور چلا۔ وزیر صاحب نے دربار سلطان کو جام پہ جام پلانا شروع کیا اول نرم جھتال و دماغ مختل جو جب معروف صاحب پھپھل ہوش حواس معطل ہو چکے تو دربار برخاست کر دیا گیا اور وزیر نے میاں معروف سے تعلل کا تمام راز پوچھ لیا۔ یہ بھی کھل گیا کہ حضرت نہ ساحر ہیں نہ شہزادے۔ موچی ہیں۔

وزیر نے کہا حضور ذرا مجھے بھی اس انگوٹھی کی زیارت کرنے دیجیے۔ ہمیں تو عجب کیا بات ہے یہاں سلطنت اندیشی کی لوٹ پہلے ہی زائل ہو چکی تھی انگوٹھی وزیر نے ہاتھ میں لی اور یہ پوچھا کہ اگر میں اسکو رگڑوں تو کیا موکل فورا حاضر ہو جائے گا؟۔

معروف: ہاں رگڑو۔ اور جناب سلطنت آپ کو بھی اس کا تماشا دکھاؤ۔

اوسے تو یہ رگڑو تے ہی رعد کی سی گرج سنائی دی کیا حکم ہے؟

وزیر: او موکل یہ شخص جو مرغ زریں بنا بیٹھا ہے تو قوم کا موچی ہے مگر شاہ کا داماد بن بیٹھا ہے اسکو کسی ایسے جنگل میں پھینک آ کر پھر یہاں پلٹ کے نہ آسکے اور بھوک پیاس سے مر جائے یا کسی درندے کا لقمہ بنے۔ بات ترسے کی ادا نہ موچی کا موچی۔

موکل نے چپکی کی طرح معروف کی گردن تھامی اور لے اڑا۔ راہ میں معروف نے لاکھ لاکھ منت سماجت کی قدیم آقا ہونے کا رشتہ جتایا مگر کون سنتا ہے؟ میاں دیو سعادت نے فرمایا کہ میاں معروف تمہیں تو معلوم ہی ہے کہ بندہ انگوٹھی کا غلام ہے جس کے پاس انگوٹھی ہو اسکے قبضے میں میری جان ہے۔ وہ گھٹے کر دے اگر لگا دے تو ابھی جناب راکھ کا ڈھیر ہو جائیں۔ پھر بھلا میں اسکی اطاعت سے کیونکر سرتابی کروں۔ اسمیں شبہ نہیں کہ تم ہو تو بھلا یہ نایاب چیز کو اس طرح بے احتیاطی اور غفلت کے ساتھ دوسرے کے حوالے کرنا کہاں کی عقلمندی ہے؟ میرا جی چاہتا ہے کہ آسمان سے تمہیں نیچے پھینک دوں کہ زمین تک پہونچتے پہونچتے جسم کی کھال پارہ پارہ ہو جائے۔

مسافت ختم ہوئی میاں معروف ایک نہایت پرخار جنگل میں پھینک دیے گئے۔ سب بادشاہ سلامت



چہ خوش

حاجی :- پیں پیں پیں — یہ فرزندانِ نفاق کی صدا !

حکومت :- باایں ہمہ قابل غور ہے



نیک مشورہ
بیگم صاحب! میں آپ کو مشورہ دیتا ہوں کہ اگر
پائدار خوشبو کے عمدہ عطر درکار ہیں تو
"اصغر علی محمد علی تاجر عطر لکھنؤ"
سے طلب فرمائیے اُن کے ٹیلیفون کا نمبر ۱۳۹
اور تار کا پتہ "عطر" لکھنؤ ہے

کیا تمہاری شامت یہاں آئی کہ وزیر نے انگلی اٹھا کے کہا قصور وار کیا ہوا؟ میں نہ کہتا تھا کہ یہ شخص کوئی ایسا ویسا آدمی ہے اور ساحر ہے؟

بادشاہ: بے شک۔ خدا تمہاری عمر دراز کرے تم بڑے عقلمند ہو۔ اچھا اب وزیر انگوٹھی مجھے بھی دکھاؤ۔

واللہ یہ تو عجب چیز ہے!

وزیر صاحب نے لوٹے شیر و مہیب آواز سے بادشاہ کو کہا اور منہ پر ایک دفعہ تھوک دیا۔ "او بے سوز کیا میں پھر تیری غلامی کا طوق گردن میں ڈالوں۔ اپنی حد میں رہ۔ آج سے تو غلام ہے اور میں تیرا آقا ہوں۔ او بیچارہ میں تیرا ابھی جھگڑا طے کیے دیتا ہوں۔ میاں ابوالسعادت اور دی حیثیا تو اس بڈھے کی گردن۔ دے بھی سکے مرتبہ ہمارے پاس پہنچا دو۔ بدبخت نے مجھ پر اس اجنبی کو ترجیح دی۔ شہزادی کا بیاہ میرے ساتھ نہ کیا۔ ابوالسعادت نے بوڑھے میاں کی گردن تھامی اور سعادت ہوئے مراد میں بادشاہ نے کہا بھائی میں بے گناہ ہوں۔ لوگوں نے کہا تو بڑی بری ہوتی ہے۔"

ادھر بادشاہ سلامت اپنے داماد کے انہیں بچے ادھر وزیر صاحب بادشاہ کی خاص سواری پر بیٹھ کے دارالامارہ کی طرف چلے اور افسران لشکر سے کہہ دیا کہ آج سے میں بادشاہ ہوں۔ اور بصورت کا حقیقی جانشین ہوں۔ خبردار جو کسی نے سرتابی کی تو اپنی سزا اپنے کنارے دیکھے گا۔ سولی کو حکم دوں گا وہ سب کو لٹکا نہ لگا دے گا۔ افسران فوج کی مجال ہی کیا تھی۔ قہراً و جبراً مطیع ہوئے۔ پھر نئے بادشاہ سلامت نے شہزادی کے پاس کہلا بھیجا کہ بی بی بن سنور کے بیٹھو تمہارا نیا دولہا تمہارے گلشن حسن کی گلچینی کرنے آتا ہے۔ شہزادی حال سے مطلع ہو چکی تھی اس نے فوراً باندی حاضریوں اور کنیزوں کو حکم دیا۔

"ان نئے دولہا کے استقبال کی تیاری کرو۔ دیکھو مسہری کے پردے بدل دو۔ تکیوں میں عطر لگاؤ۔ کھانا پکواؤ۔ شراب لاؤ۔ نئے دولہا صاحب کسی طرح کے پابند نہیں۔ صلاۃ کے وقت بھی پابندی نہیں کرتے۔

دیکھو وہ ملاقات سے ملتے ہیں۔ میں تو ان پر پہلے ہی سے جان دیتی تھی۔ اب تو وہ دنیا بھر کے مالک ہیں بھلا میں ان کے حکم سے کیونکر باہر ہو سکتی ہوں۔ دیکھو خبردار کوئی بے ادبی نہ ہونے پائے۔"

تیاری ہونے لگی۔ نئے بادشاہ سلامت کو معلوم ہوا کہ شہزادی خود ہی ان پر جان دیتی ہے۔ بائیں لحاظ سے ایک خاموشی تھی بس پھول کے کُپّے ہو گئے۔ مونچھوں پر تاؤ دیا اور تاج سر پر رکھ کے علی الصباح قدم بڑھایا۔ یہاں شہزادی زیور و لباس سے حسن کی تکمیل کر کے خندہ پیشانی استقبال کے لیے آمادہ تھی۔ دیکھتے ہی تعظیم کے واسطے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"آئیے آئیے تشریف رکھیے۔" دو کشتیاں خرتاب کی تھیں کباب کی۔ گانے والیوں کو بلا حضور کا دل بہلائیں۔ "اے حضور دور کیوں بیٹھے ہیں۔ ادھر تشریف لائیے۔ پہلو خالی نہ چھوڑیے۔ بد شگونی ہو گی۔"

رعب حسن سے نئے بادشاہ سلامت مرعوب تھے کانپتے تھرتھراتے قریب آئے۔

شہزادی: "کہیے حضور۔ ان دونوں بد نصیبوں کو حضور نے کہاں بھیج دیا؟"

بادشاہ: "ابھی ان دونوں کو میں نے ابوالسعادات دیو کے ہاتھوں جیتے جی جہنم میں جھکوا دیا ہے کم بخت اب تک مر گئے ہوں گے۔"

شہزادی: "خوب کیا۔ تمہیں ایسی قابل۔ اب بے کھٹکے عیش و نشاط کی داد دیجیے۔"

الغرض جنسی دل لگی شروع ہوئی۔ دو ہی دور چلے ہوس نے ہاتھ پاؤں پھیلائے۔ شہزادی نے نخرے سے عرض کی: "دیکھیے حضور انگوٹھی کے نگینے میں سے کوئی جھانک رہا ہے۔ اے ہے مجھے ڈر معلوم ہوتا ہے۔ یہ نگوڑا جن کچھ کہا جائے گا۔"

بادشاہ: "کیا؟ کون جھانکتا ہے؟"

شہزادی: "میں کیا جانوں۔ یہ کوئی نگوڑا ہے۔"

بادشاہ: "گھبراؤ نہیں۔ یہ جن ہمارا بے دام کا غلام ہے۔"

شہزادی: "خدا کی مار جن پر۔ خدا کے لیے اس نگوڑی کو اتار کے مجھ سے دور رکھیے میں مارے ڈر کے مری جاتی ہوں۔"

اتنا کہ کے شہزادی نے ایک چیخ ماری۔ ہو ہو ہاتھ پاؤں پھیلا کے دوڑا۔

نشے اور مستی کا دور تھا وزیر سابق و بادشاہ حال نے انگوٹھی اتار کے گاؤ تکیے پر رکھی اور جھوم کے شہزادی کی طرف جھکے۔ شہزادی نے زور سے ایک لات ماری کہ حضرت چپ چاپ چت کے نیچے دھم سے آ رہے۔ بایک شہزادی نے انگوٹھی اپنی انگلیا میں پہنی اور جلادوں کو حکم دیا کہ اس کی بوٹی بوٹی کر دو۔

(باقی آئندہ)

سمن بغرض قرار داد امور تنقیح طلب

مقدمہ نمبر ۲ ۱۹۳۱ء

عدالت جناب ... صاحب جار ... مقام سلطانپور ... مدعی

بمقدمہ جناب سنگھ وکیل وغیرہ

بنام

رام رتن پنجاری وغیرہ مدعا علیہ

[illegible]

چونکہ مدعی مذکورہ نے تم پر بمقدمہ ... نالش کی ہے لہٰذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ ... بتاریخ ... ماہ ... ۱۹۳۱ء وقت ۱۰ بجے دن کے اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے بخوبی واقف کیا گیا ہو اور کل امورات اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جواب دہی دعویٰ کرو۔ اور ... کل دستاویزات پیش کرو جن پر تم بتائید اپنی جوابدہی کے استدلال کرنا چاہتے ہو پیش کرو۔

مطلع رہو کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہو گے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور فیصل ہو گا۔

آج بتاریخ ... ماہ جولائی ۱۹۳۱ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

مہر عدالت

دستخط حاکم بخط انگریزی

وقت حاضری ۱۰ بجے دن سے ... بجے تک

مولانا شوقؔ کی نوٹ بک

اُستاد غالبؔ

فاضل معاصر زمیندار کے کالم "مدیرہ صاحب" زید نکاہاتہ ہم سے استاد غالب مرحوم دہلوی کی شاعری کے متعلق استفسار کرتے ہیں کہ ہماری کیا رائے ہے۔ یہ سوال ہے کہ بڑا دھوکا مگر ہم چند الفاظ میں جواب کا حق ادا کیے دیتے ہیں۔

غالب مرحوم ایک بلند خیال نغز گفتار شاعر تھے فارسی میں تو انکے کلام پر انگلی نہیں رکھی جا سکتی اسلئے کہ انھوں نے جدت کے ساتھ اساتذۂ قدیم مثلاً سعدی و حافظ کی تقلید کی ہے۔ پہلے اہل زمانہ پر کوئی اعتراض کرے مگر غالب کے کلام پر نکتہ چینی کرے ظاہر ہے کہ سعدی و حافظ اہل زبان بھی تھے اور کامل الفن بھی اور سب سے کمال یہ ہے کہ فارسی کی شاعری میں صدہا انقلاب ہوئے مگر ان دونوں کی زبان کو انقلاب کی ہوا سے کوئی ضرر نہیں پہنچا۔ وہی زبان آج تک مروج ہے۔ اردو میں غالب نے مرزا عبد القادر بیدل کا وہ رنگ اختیار کیا جو اہل زبان کے نزدیک نہ کبھی مقبول تھا نہ آج ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ تمام شعرائے ان کے معانی سے استفادہ کیا اور اسکا اقرار نہیں کرتے کہ ہم نے بیدل سے مضمون چرایا یا ریختہ گوئی کو مرزا بیدل سے کوئی علاقہ نہیں اور یہی غلطی تھی جس نے انھیں تباہ کیا۔ تفصیل کے لیے وقت درکار ہے۔ اور وہ وقت ہمارے پاس ہے نہیں۔ اُن کے اردو کلام میں مثل مرزا دبیر مرحوم کے عالی خیالی کے نمونے کافی موجود ہیں مگر سمجھنے کی انگوٹھی میں نگینے جڑنے کے وقت وہ ہیرے چھوٹے جواہر کے ساتھ ہی سنگ ریزے بھی جڑ دیتے ہیں جس سے جواہر کی چمک دمک ماند پڑ جاتی ہے۔ دیکھنے والے کی نگاہ اسی کالے کالے نگینے پر ہم جتی ہے انکی تمثیل کی زنجیر میں اکثر کڑیاں جوڑنے سے رہ جاتی ہیں جب تک سمجھنے والا اور سمجھنے والا خود کڑیاں نہ جوڑے مطلب خاطر نشین نہیں ہوتا۔ یہی حال ہے انکے اشعار کا بیشتر مشکل مرزا کا

شاعری اپنی قرار دیا ہے یعنی ؎

شمار سبحہ مرغوب بت مشکل پسند آیا

تماشائے بیک کف بردن صد دل پسند آیا

اسکا مطلب یہ ہے۔ غالب مرحوم نے بت کی سبحہ گردانی کی علت بیان کی ہے۔ پروفیسر اکمل سہسوانی صاحب تھے جنگل میں سوال پوچھا گیا ہے بت کا تسبیح پڑھنا ایک خواہش مشکل پسندی (یعنی ایک ہی وار کا نشانہ ایک مشکل سے اشخاص دلوں کی مٹھی میں لینے کی ہوس ہے) دوسری خرابی یہ خیال صاف اردو میں بھی نظم ہو سکتا تھا مگر مرزا بیدل کا تتبع جسمیں کوئی لطف نہیں ہے۔ مرزا مرحوم کو بھی اسقدر سوائے خیال میں اردو الفاظ کے فقدان کی مصیبت برداشت کرنی پڑی مثلاً کہتے ہیں ؎

دل دل کرکے انگا طپیدن ناز

رنگ چہرے سے اُڑ گیا پرواز

مگر یہ مجبوری سے ہیں ہے۔ اسلئے کہ طپیدن ناز یا ناز طپیدن کا خیال اردو میں ادا ہی نہیں ہو سکتا تھا۔ علی ہذا القیاس مرزا دبیر بھی کبھی انکی پیروی کرتے تھے اول تو انکا کلام مسبقہ چھپا ہے وہ جاہل کاتبوں اور بے سواد سوز خوانوں کی بدولت مسخ ہو گیا ہے جنھوں نے مشکل الفاظ کو غلط نقل کیا یا پڑھا۔ اور سلسلہ انتخاب کی کوئی زبان ملانے کے لیے سیکڑوں بے تصنیفیں بھی کر ڈالے۔ دوسرے ڈاکٹر ہیں کہ اکثر مصرع اس زمانے میں اپنے "وقفہ نہیں" مجھے اکثر نے جان بوجھ کے اسے مسخ ہو نہ دیا نا نہیں کہ رشید کی جلد عبد بیر کسرائی کا مجموعہ مقابلہ کر کے دیکھتے کے اہتمام کا راز کھل جائے گا۔ غیر تو مرزا دبیر مرحوم بلند خیالی اور مضمون آفرینی کے اعتبار سے بیمثل تھے مگر بے پروائی کی بدولت اور غریب ترکیبوں کے جلیوں اپنی ہیبت قائم نہ رکھ سکے۔

لکھنؤ کے بعض دیگر اساتذہ بھی مرزا دبیر کے مطلب میں دبیر و غالب کے تتبع تھے مثلاً مرحوم مولوی علی میاں کامل کہ باوجود عالی خیالی وقدرت نظم مقبول نہ ہو سکے کیونکہ سوداء ترکیب ریختہ زبان و ترکیب گویم نا کہ یوم فہم زو اہلیں فہم

غریب ؎

عاشق نے جیون سے عاشق محبت بدل گیا اچھا ہے یہ دیا بات ڈر کرتے ہیں اٹکا ہو گیا تھا
زمانے میں ؎ شب کو کس کی بزم میں یہ نغمۂ زار چنگ تھا
شور نغمے کا نمک ریزِ دلِ آہنگ تھا

اس شعر کی تحسیں کسی طریقہ خاطر خواہ اچھا ہونا ممکن ہے شاعر کا ایک مصرع زمانے کی مانند ساتھ ہی شعر کا شیریں میں ہی فرمادیا ہے کہ کلیمکا نشان شب کو کس کی ۔۔۔ آگے بہرحال ہمارا خیال ہے کہ بہ کل انکے اطلاع کا صحیح نقاد مرزا سے بہتر شخص میر تقی میر مرحوم ایسی قابلیت سے کچھ بھی نہ لینا چاہیے ہے کوئی ہادہ حیا سا گرا ہوا بہتر زبان کو ضرر پہنچا جاسکتا ہے نسبت دوسروں کے غالب مرحوم نے اس گناہ کا ارتکاب کم کیا ہے زیادہ نہیں ایک بڑی خصوصیت ان کی یہ ہے کہ سیدھی بات کو الجھا کے کہنے کے عادی نہیں نظر آتے تھے۔ ان کے نقش قدم پر چلنے کے باوجود اردو میں سیدھی سادی بات کیوں کہنے سے یکفلم گریز ہے فصاحت میں یہی ایک بات صاف کہی گئی ہے۔ کوئی صاحب خفا ہو جائیں تو انکی خوشی ۔ جناب مدیر "سوال" کا جواب صاف صاف سننے کے بعد اگر جناب سے کوئی بحث چھڑ گئی تو کیا آپ ساتھ دیں گے؟ کیا پوچھا کہ آجتک ہمارا ساتھ کسی نے نہیں دیا۔

(نوٹس نسبت کیا نے وجہ کے نمونہ عام)

بعدالت جناب پنڈت خیام سورج نرائن صاحب بہادر منصف اُترولہ ضلع گونڈہ

مقدمہ نمبر ۱۳ سنہ ۱۹۳۸ء اجرائے ڈگری وصولی

گلاب ولد گنگا بخش ۔۔۔ بقوم ۔۔۔ ساکن ۔۔۔ مستغیث ساکن موضع ۔۔۔ سکنہ ۔۔۔ پرگنہ اُترولہ ضلع گونڈہ ۔۔۔ مدعیان ساکنان

بنام

دریاؤ ۔۔۔ بقوم ۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مدعا علیہم

۔۔۔ ساکن موضع ۔۔۔ ساکن ۔۔۔ علاقہ ۔۔۔ پرگنہ اُترولہ ضلع گونڈہ

ہرگاہ ۔۔۔ ڈگری ۔۔۔ مدعیان کی عدالت اس عدالت میں گزرانی ہے کہ ۔۔۔ ڈگری ۔۔۔ کیا جاوے لہذا کی اطلاع دی جاتی ہے کہ ۔۔۔ کی ۔۔۔ ہو کہ ہم اصالتاً ۔۔۔ یا ۔۔۔ مطلب مذکور ۔۔۔ بروز ۔۔۔ بتاریخ ۔۔۔ جولائی ۱۹۳۸ء ۔۔۔ میں حاضر ہو کر درخواست کے خلاف وجہ دکھاؤ ورنہ درخواست مذکور تمہاری غیر حاضری میں سماعت کی جائے گی۔

بتاریخ ۔۔۔ ماہ جولائی ۱۹۳۸ء بدستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم ۔۔۔ انگریزی

مہر عدالت

ملت ۔۔۔ نمبر ۔۔۔ ۱۹۳۸ء ۔۔۔

جلد شانزدہ نمبر ۹ — رجسٹرڈ نمبر اے ۸۳ — مورخہ ۲ اگست ۱۹۱۶ء

عدد ۱ روحانی

معارف النغمات

یعنے

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کی طرح سُروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصۂ اول کے تین ایڈیشن شائع ہوچکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

حصۂ دوم میں مصنف نے

اساتذۂ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنے

تان سین کے عہد سے لے کے زمانۂ حال تک صدہا اساتذۂ فن کی گائکی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دُھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب کھینچ دیا ہے۔

اُستاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دُھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں اُنسے نقل کی گئی ہیں۔ لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ استاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا بلبل ترنگ سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپ کو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے ہزاروں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصۂ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادوں کا سرمایۂ ناز اسمیں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک بہر حال ذمہ خریدار۔ **المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ**